جناب عبدالمجید قصر قندی

قسط ۴

بلوچستان کا ذکری مذہب اور اسکی تاریخ

ابوسعید ــــ اور ــــ ملا محمد اٹکی

ذکری حضرات یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا اوّلین حکمران ابوسعید بلیدی تھا۔ اسی کو وہ اپنا مذہبی رہنما بھی تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک کتابچہ "ثنائے مہدی" میں اپنے رہنماؤں اور مہدی کے خلفاء کو "ہفدہ کواکب" یعنی سترہ ستاروں کے نام سے یاد کیا ہے۔ ان ناموں میں سرفہرست "ابوسعید" کا نام درج ہے۔ اور مکران میں بمقام تربت ایک بوسیدہ قلعہ ہے، وہ بھی بوسعیدہ کی طرف منسوب ہے۔ جو بقول ان کے ذکری دورِ حکومت کی ایک یادگار ہے۔

میر ابوسعید کون تھا۔؟ بوسعید کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ ذکری حضرات جسطرح ملا محمد اٹکی کے حالات سے واقف نہیں جن کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ابوسعید کے متعلق اور ان کے حالات سے ناآشنا ہیں۔ جب یہ لوگ تنہا بیٹھتے ہیں تو اپنے مہدی کے متعلق آپس میں اس طرح اظہارِ خیال کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ وہ پٹھان تھا، پھر کہتے ہیں نہیں جی اگر پٹھان تھا تو اٹک پنجاب سے کس طرح آیا۔ ہو نہ ہو یہ پنجابی تھا، اور مشہور بھی یہی ہے، اور کبھی کہتے ہیں کہ نہیں جی ؎

چوں بشد از سال احمد نہ صد و ہفتاد ہفت ۹۷۷

ذات پاک او قدم بنہاد در ہندوستان

اس شعر کی رُو سے ہندوستان سے آیا تھا۔ غرض ذکری بچارے حیران و سرگردان ہیں کہ ان کا مہدی کہاں سے آیا تھا۔ تقریباً یہی حال بوسعید بلیدی کا ہے، البتہ بوسعید کے متعلق مابعد کا سلسلہ قدرے محفوظ ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بوسعید مکران کا باشندہ نہیں تھا۔

جناب محمد حسین عنقا کا خیال ہے کہ: "یہ بوسعید بن سلطان محمد بن میران شاہ بن تیمور ہے۔"

(بلوچی دنیا۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ یہ بوسعید پندرھویں صدی عیسوی میں گرفتار ہو کر قتل ہو گیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ فرح کے نواح میں کچھ لوگ آباد تھے انہیں بلیدی کہا جاتا تھا۔ جب سید محمد جونپوری فرح میں گیا تو یہ لوگ مہدوی ہو گئے، اور جونپوری کے انتقال کے بعد ان میں سے کچھ لوگ ابو سعید بلیدی کی سربراہی میں نقل مکانی کر کے مکران میں آئے جس جگہ کو انہوں نے بسایا وہی بلیدہ مشہور ہوا۔

جناب رحیم داد خان مولائی شیدائی لکھتے ہیں:

میر ابو سعید بلیدی مسقط کے امامین سے شاہی خاندان کا ایک فرد تھا۔ مسقط میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دعوی کا حال سن کر غائبانہ معتقد ہو چکا تھا۔ آپ کی خراسان میں آمد کا حال سن کر مسقط سے روانہ ہوا۔ گرم سیل میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے تصدیق مہدیت کا شرف حاصل کیا۔" (بحوالہ مہدوی تحریک ص۶۵)

مولائی شیدائی نے یہ مآخذ واللہ اعلم کہاں سے اخذ کئے ہیں۔ آگے چل کر مولائی شیدائی نے بوسعید بلیدی کے جو کارنامے بتائے ہیں وہ بغیر کسی سلطنت کے والی کے اور کوئی انجام نہیں دے سکتا

تاریخ میں بوسعید نام کے اور بھی مرد میدان گذرے ہیں، اور پھر اس کا تعلق عمان سے بتانا ممکن ہے۔ بوسعید عمانی کے واقعات اس سے خلط ملط ہو گئے ہوں۔ کیونکہ عمان اور زنجبار کے والی اور دولت بوسعیدیہ کا بانی بوسعید احمد بن سعید اٹھارویں صدی میں گذرا ہے۔ وہ بھی ترکوں کا حامی تھا۔ اور بحیرۂ عرب میں بحری قزاقوں کا سر کچلنے میں انہوں نے ترکی حکومت کی مدد کی اور یہ بوسعید عمان کے یعربی امام سیف بن سلطان ثانی کے تحت صحار کا والی ہو گیا تھا۔ اور اس کے کارنامے مشہور ہیں، دیکھئے (اردو دائرہ معارف جلد نمبر ۵ ص۱۲)

یاد رہے کہ مسقط، عمان کے امامین جو ازدی النسل تھے، ان کے بہت سارے قبائل اباضیہ فرقہ کے پابند تھے۔ اباضیہ خوارج کی بڑی شاخوں میں سے ایک ہے۔ اگر بوسعید بلیدی ان کا رشتہ دار تھا، اور وہاں سے آیا تھا، تو یقیناً خارجی مذہب کا تھا اور ازدی النسل تھا، کیونکہ مسقط کے امامین قرون وسطیٰ تک اباضیہ فرقہ کے پابند تھے اور انہی میں سے کچھ لوگ خراسان بھی آتے تھے۔ اور اس زمانے میں اباضیہ عمان میں بیٹھ کر سندھ کو بھی متاثر کرتے تھے دیکھئے (اردو دائرۂ معارف جلد نمبر ا ص۲۳۱)

ممکن ہے بوسعید بلیدی خارجی ہو، غالباً اسی وجہ سے حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ م ۱۱۹۵ھ نے اپنے مکتوبات ص۳۷۲ میں ذکریوں کو خارجی بتایا ہے، اور ان کو خلف بن عمر خارجی کا پیروکار تسلیم کیا اور یاد رہے کہ بوسعید بلیدی کا قلعہ تربت مکران میں بوسعیدہ شکل میں ابھی تک موجود ہے، اور تربت

کو تربت اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں خلف بن عمر خارجی کی قبر تھی اور قبر کو بلوچی میں تربت کہتے ہیں۔ اور اس قبر کو قلات کے حکمران میر نصیر خان نوری نے ذکری حکومت کا خاتمہ کر کے توڑ پھوڑ کے ہموار کیا تھا۔ اس سلسلے میں مزید تحقیق جاری ہے۔

اگر بوسعید خارجی تھا، تو ایک خارجی کا مہدویت کو قبول کرنا بعید از قیاس نہیں کیونکہ بقول مہدوی رہنما شمس الدین مصطفائی کے غیر مسلم قوموں یعنی ہندوؤں میں بھی مہدوی ہیں اور میں نے سنا ہے عیسائیوں میں بھی مہدوی ہیں۔ جب ہندوؤں اور عیسائیوں میں مہدوی ہیں تو خارجیوں میں بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مہدویت اب تو ایک سیاسی تحریک کا نام ہے جس میں ہر خس و خاشاک کو جگہ ہے۔

آخوند محمد صدیق اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں :

"بوسعید از ملک عرب آمدہ در ملک بلیدہ نشست" (بحوالہ تاریخ بلوچستان از رائے بہادر لالہ ہتورام ص ۶۵۲) یعنی ابوسعید عرب ملک سے آیا تھا۔ مگر یہ نہیں بتایا ہے۔ کہ عرب کے کن علاقوں سے آیا تھا، چنانچہ اس حوالے میں بھی خاص وضاحت نہیں۔

حضرت مولانا محمد حیات صاحب مدظلہ کا خیال ہے کہ ابوسعید اسی مکران کا باشندہ تھا باہر سے نہیں آیا تھا باہر سے آنے والے دوسرے ہیں یہ ابوسعید جو ذکریوں کا پیشوا تھا یہ اسی مکران کا باشندہ تھا۔ بوسعید اور بلیدا دونوں باپ بیٹے ہیں۔ جن دنوں ایران میں شاہ اسماعیل صفوی کی حکومت تھی، کیچ، پنجگور، سرباز وغیرہ میں بلیدی خاندان کی حکومت تھی شاہ صفوی اور اس کے کارندے لوگوں کو زبردستی شیعیت قبول کرنے پر مجبور کرتے تھے، چنانچہ ایران میں فرقہ باطنیہ کے کچھ لوگ رہتے تھے، جو اسماعیلی تھے، وہ شاہ ایران کے زیر عتاب آچکے تھے، اس لئے یہ لوگ ترک وطن کر کے وہاں سے نکل گئے ان میں سے کچھ لوگ سرباز آچکے تھے اور اپنے آپ کو سید ظاہر کرتے تھے، اور ذکریوں کا موجودہ مذہبی پیشوا سید عبدالکریم اسی خاندان کا ایک فرد ہے۔

غرض کہ ابوسعید ان باطنیوں سے متاثر ہو کر ان کا مذہب اختیار کر گیا اُدھر سے ملا محمد اٹکی بھی گھومتا پھرتا ادھر آنکلا اس نے کچھ اپنے خیالات اور کچھ باطنیوں کے ملا کر درمیان میں ایک جدید "ذکری مذہب کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ ذکریوں میں آج تک کئی ایسی باتیں اور رسوم موجود ہیں جو باطنیوں کے ہیں، ذکری مذہب اور اس کے بانی کا نام "داعی" ان کے رہنماؤں کے نام "ملا" یا "ملائی" "شیخ" یا "شے" ان کے بڑے بڑے رہنما شیخ ابوسعید، شیخ جلال۔ شے   " شے جامی، شے محمد یا مثلاً بھائی صاحب کی جگہ بھائی خان ان کے پیشوا تھے یہ تمام اصطلاحات اور خطابات اسماعیلی فرقہ کے ہیں۔ اس میں سر مو کوئی

فرق نہیں دیکھئے اسماعیلیوں کی کتاب "سمط الحقائق فی عقائد الاسماعیلیہ" مطبوعہ دمشق کا مقدمہ ص۱۶۔ نیز دیگر مذموم حرکات مثلاً نکاح وطلاق میں محرم وغیر محرم کی تمیز کو اڑا دینا اور ملاؤں کے لئے یہ حکم کہ وہ حلال و حرام کا اختیار رکھتے ہیں، یہ تمام اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ یہ ایک باطنی فرقہ ہے۔ اور میں نے سنا ہے اسماعیلیوں کے ساتھ ذکریوں کا رشتہ ناطہ بھی ہے۔ مگر ملا محمد اٹکی کی وجہ سے جو اس نے الہام کا اور مہدویت کا دعویٰ کیا تھا یہ فرقہ نہ پورا باطنی اسماعیلی رہا نہ مہدوی بلکہ اس بیچ میں ایک معجونِ مرکب مذہب تیار ہو گیا جو "ذکری" مشہور ہوا ابوسعید بلیدی کی وجہ سے دوسرے بھی اس جدید مذہب کی تقلید کرنے لگے۔ چنانچہ ابوسعید کے بعد جتنے بھی بلیدی جانشین اور حکمران گذرے سب کے سب ذکری تھے۔ مندرجہ بالا تحقیق سے مولائی شیدائی صاحب اور مولانا محمد حیات مدظلہ کے خیالات میں تضاد ہے۔ مولائی شیدائی کا خیال ہے کہ ابوسعید مسقط سے آیا تھا۔ جونپوری کے ہاتھ پر بیعت کر کے مہدوی ہو گیا تھا، اور ذکری دراصل مہدوی ہیں، مرورِ زمانہ سے ان کی کیفیت بدل گئی۔ مولانا محمد حیات صاحب کا خیال ہے کہ نہیں ابوسعید اسی مکران کا باشندہ تھا، ایران کے باطنی سیدوں کی وجہ سے باطنی مذہب اختیار کر گیا ابوسعید مہدوی نہ تھا، بلکہ ملا محمد اٹکی مہدوی تھا، انہوں نے باطنی سیدوں سے مل کر جدید "ذکری مذہب" کو فروغ دیا، واللہ اعلم تحقیق جاری ہے۔

بلوچستان میں مہدوی یا ذکری تحریک

جناب رحیم داد خان مولائی شیدائی اپنے مقالہ "بلوچستان میں مہدوی تحریک" میں لکھتے ہیں:

پندرھویں صدی عیسوی میں ابوسعید بلیدی کے ہاتھوں مکران میں مہدویت کی تبلیغ کا آغاز ہوا۔ ابوسعید نہایت سیاستدان تجربہ کار اور بہادر فرد تھا، اس نے مسلمانوں کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ ہند و پاکستان میں ہمیشہ جلی حروف میں لکھی جاتی رہیں گی، یہ وہ زمانہ تھا جبکہ بحیرۂ عرب پر فرنگی بحری قزاقوں کا کامل قبضہ ہو چکا تھا، وہ دن رات تجارتی جہازوں اور حاجیوں کے جہازوں پر ٹوٹ پڑتے تھے (الی ان) ایران پر صفوی خاندان کی حکومت تھی۔ شاہ اسماعیل صفوی غالی شیعہ تھا۔ اس کے کارندے براہ خشکی حج کو جانے والوں کا راستہ روکتے (الی ان) میر ابوسعید بلیدی کی مساعی سے ہندی مسلمان براہ کلمت بندر عمان کے راستے حجاز تک جانے لگے۔ جب ترکی کے سلطان سلیم اوّل نے ایران میں صفوی خاندان کی حکومت کا زور توڑا اور سلطان سلیمان اعظم نے اپنا بحری بیڑہ بحیرۂ عرب میں پرتگیزوں کا سر کچلنے، دوبارہ روانہ کیا۔ اور ابوسعید کی امداد سے پرتگیز بحری قزاقوں کا زور ٹوٹا تو عازمین حج کیلئے دونوں راستے کھل گئے۔" (بحوالہ مہدوی تحریک ص۶۴ و ص۶۵)

ابوسعید بلیدی کے مندرجہ بالا کارناموں سے ہمیں انکار نہیں ممکن ہے، انہوں نے یہ کارنامے انجام

دیتے ہوں مگر میرے خیال میں مبالغہ آمیزی ضرور ہے، البتہ مولائی شیدائی کا یہ لکھنا کہ ابوسعید نے مہدویت کی تبلیغ پندرھویں صدی میں شروع کی صحیح نہیں کیونکہ سید محمد جونپوری ربیع الاول ۹۱۰ھ / ۱۵۰۵ء میں بمقام فرح پہنچے ہیں اور اسی سال ذوالقعدہ ۹۱۰ھ / ۱۵۰۴ء میں ان کا انتقال ہوا، یعنی سید صاحب کل نو مہینے فرح میں رہے، اگر ابوسعید کا فرح میں جانا اور جونپوری کے ہاتھ پر بیعت کرکے مہدویت کو قبول کرنا صحیح ہے تو پھر یہ سب کچھ سولہویں صدی میں ہوا ہے، نہ کہ پندرھویں صدی میں مولائی شیدائی نے ابوسعید کا زمانہ اور سلطان سلیمان اعظم کا زمانہ ایک بتایا ہے، سلیمان اعظم کا دور ۱۵۲۰ء سے ۱۵۶۶ء تک ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ابوسعید نے کوئی کارنامہ انجام دیا ہے۔ یا کوئی تبلیغ کی ہے۔ تو سولہویں صدی میں اور یہی زمانہ ذکریوں کے مہدی ملا محمد اٹکی کا ہے۔

ذکری رہنما شے محمد قصر قندی کے قول کے مطابق جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ملا محمد اٹکی کا ظہور ۹۷۷ھ میں ہندوستان میں ہوا تھا، اور دین مہدی کی تکمیل کے بعد ۱۰۰۰ھ یا ۱۰۲۹ھ میں غائب ہوگیا تھا۔ اسی ملا محمد اٹکی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ جونپوری کا مرید تھا۔ اور ابوسعید کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ملا محمد اٹکی کا مرید تھا۔ واللہ اعلم۔ البتہ قصر قند کے سردار اور حاکم میر عبداللہ جنگی کے متعلق محمد اٹکی نے کہا ہے کہ یہ میرا مرید ہے، اور یہ میر عبداللہ جنگی ذکری اقوال کے مطابق گیارھویں صدی ہجری میں گذرا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ یہ مذہب ملا محمد اٹکی اور خاص کر ابوسعید بلیدی کی کوششوں سے بلوچستان میں پھیلا ہے۔ چنانچہ مولائی شیدائی صاحب لکھتے ہیں:

"مسلسل ایک صدی کی تبلیغ سے بلوچ اور براہیوں کے بعض جرار قبائل اس فرقے میں شامل ہوگئے، رفتہ رفتہ اس مذہبی تحریک نے سیاست کا جامہ پہن لیا، اور اس فرقے کا ڈنکا ایک کونے سے دوسرے کونے تک بجنے لگا۔" (بحوالہ مہدوی تحریک ص۶۶)

ذکری رہنما جناب سید عیسیٰ نوری لکھتا ہے:

"شیخ علائی اور عبداللہ نیازی کے دور میں ہندوستان میں جسطرح دین مہدی کی تبلیغ بڑے انہماک سے ہورہی تھی اسی زمانے میں بلوچستان میں اور خصوصاً مکران میں ذکری مبلغ دین مہدی کی تشہیر و تبلیغ میں محو و منہمک تھے، اور بڑی تندہی سے اس کو پروان چڑھا رہے تھے۔" (ذکری تحریک تاریخ کی روشنی میں ص۳)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایران کے باطنی فرقہ اور مہدوی تحریک سے مخلوط بنا ہوا فرقہ جو "ذکری" یا "داعی" مشہور ہوا۔ اس کا اصل بانی ملا محمد اٹکی اور ابوسعید بلیدی ہیں، اور یہ عرصے تک ایک ہی بلیدی خاندان تک محدود رہا، ایک صدی تک مسلسل جدوجہد کے بعد دوسرے قبائل تک اس کے مضر اثرات پہنچے اور اس طرح

بتدریج سیاست میں حصہ لیتے گئے اور ترقی کرتے گئے پھر مکران کے گچکی خاندان کے سردار اس میں شامل ہوگئے۔ اس طرح پورے مکران کو اپنے لپیٹ میں لے لیا اور پھر اٹھارویں صدی میں ان کو انتہائی عروج حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ کسی مسلمان نمازی کا ان علاقوں میں گذرنا محال ہوگیا تھا۔ بلکہ متشدد ذکری اس مسلمان نمازی کو قتل کیا کرتے تھے۔ مگر ان کو زوال بھی اٹھارویں صدی ہی میں ہوا۔ غالباً یہ اسی ظلم کا نتیجہ تھا۔

شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی اور ذکری مذہب سننے میں آرہا ہے کہ بعض ذکری حضرات لوگوں کو یہ باور کرا رہے ہیں کہ شاہ نعمت اللہ ولی جن کی پیش گوئیاں مشہور ہیں ذکری رہنما تھا، ان کا شمار ذکری پیش رو بزرگوں میں ہوتا ہے۔ اگر ذکری حق پر نہ ہوتے تو ان میں اتنے بڑے بزرگ پیدا نہ ہوتے اصل بات یہ ہے کہ ذکریوں میں ایک شاعر "ملا نعمت اللہ ولی" کے نام سے ایرانی بلوچستان میں گذرا ہے۔ اسی کو ان لوگوں نے غلط فہمی سے شاہ نعمت اللہ ولی سمجھ لیا ہے۔ ذکری فرقہ کے ایک صاحب جناب عبدالغفار ندیم نے ایک مضمون زیر عنوان "ذکری بلوچوں کے فارسی شعراء" میں جو "بلوچی دنیا" اگست ۱۹۶۵ء کے پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ لکھا ہے:

" ملا نعمت اللہ ولی" دسویں صدی ہجری میں گذرے ہیں وہ ایرانی بلوچستان کے علاقہ سراوان کے رہنے والے تھے۔ اور بلوچوں کے "قبیلہ" بزرگ زادہ" سے تعلق رکھتے تھے۔"

اس میں صاف لکھا ہے کہ ملا نعمت اللہ ولی دسویں صدی ہجری میں گذرا تھا۔ اور شاہ نعمت اللہ ولی کا انتقال نویں صدی ہجری ۸۳۰ھ یا ۸۳۱ھ یا ۸۳۴ھ میں ہوا ہے۔ البتہ اس زمانے میں ایران میں شاہ نعمت اللہ ولی کا طریقہ تصوف شیعوں میں رائج تھا۔ شاہ صاحب کی اولاد نے شاہ صفوی کی مدد کی جو کہ ایک غالی شیعہ تھا۔ اسی وجہ سے خود شاہ نعمت اللہ ولی کی شخصیت متنازع فیہ ہے۔ سنی کہتے ہیں کہ وہ سنی اور حنفی المذہب تھے اور ایران کے شیعہ کہتے ہیں کہ وہ اکابرین شیعہ میں سے تھے۔ بالخصوص اثنا عشری شیعہ اور اسماعیلی شیعہ کہتے ہیں کہ وہ اسماعیلی تھے۔ چنانچہ میں نے سنا ہے کہ اسماعیلیوں کی کتاب "دعائم الاسلام" میں شاہ صاحب کا تذکرہ ہے۔ (مجھے کتاب ملنے کی امید ہے۔)

شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے خاندان کا ایک فرد جناب مرزا ضیاء الدین بیگ نے ایک کتاب بنام "احوال و آثار شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی" لکھی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں: " شاہ صاحب کے مسلک کے بارہ میں مؤرخین میں اختلاف رائے ہے۔"

مرزا ضیاء الدین بیگ چونکہ خود سنی ہیں، اس لئے اس نے لکھا ہے، بلکہ ایک قطعہ سے ثابت کیا ہے کہ شاہ صاحب سنی حنفی المذھب تھے۔ مگر اسکی اپنی کتاب میں صرف ایک حوالہ اس کے حق میں ہے، اور بس

طہران یونیورسٹی کے دو ریسرچ اسکالر مسٹر نصر اللہ پرجاویدی اور مسٹر پیٹر لمبرن ولسن نے اپنے جامع تحقیقاتی انگریزی مقالہ بعنوان شاہ نعمت اللہ ولی کے پسماندگان میں لکھا ہے کہ " شاہ نعمت اللہ خود اپنے پیدائشی و آبائی مسلک کے پیرو سنی تھے۔ البتہ آپ کے جانشینوں نے فارس میں خاندان صفویہ کے سیاسی مصالح و تصورات سے متاثر و منسلک ہوکر اسماعیل صفوی کی مدد کی۔ اور تصوف اہل التشیع کے اعتقادات و طریقوں پر مبنی سلطنت قائم کرنے میں مدد دی (اسلامک کلچر شمارہ ۱ جنوری ۱۹۷۴ء حیدرآباد دکن)

استاد سعید نفیسی نے " سلسلہ نسب فرق تصوف ایران وہند " کے عنوان کے تحت شاہ صاحب کے عقائد کے بارہ میں اس طرح لکھا ہے : " در قرن ہفتم صدر الدین قونیوی و پس در قرن ہشتم شاہ نعمت اللہ ولی و پس ازاں سید محمد نوربخش طریقۂ تصوف ابن العربی راکہ با تصوف ایران بیگانہ بودہ است در میان ایرانیاں رواج دادہ اند و نعمت اللہ ولی آنرا با معتقدات شیعہ توام کردہ و طریقہ نعمت اللہی نخستین طریقۂ تصوف فرقہ شیعہ شدہ است وابستہ منحصر با ایران وہندوستانست۔" (دیباچہ، شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی ص۱۳ مطبوعہ تہران۔) مذکورہ بالا عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولی نے طریقہ تصوف ابن العربی کو جو ایرانیوں کے تصوف سے علیحدہ تھا۔ ایرانیوں میں رائج فرمایا۔ اور اس کو معتقدات شیعہ سے ملحق کر دیا۔ طریقہ نعمت اللہی پہلا طریقہ تصوف فرقہ شیعہ تھا، ایران و ہندوستان میں۔ —— نیز مؤلف تاریخ برگزیدگان و مشاہیر ایران نے شاہ صاحب کے مسلک کے بارہ میں اسطرح لکھا ہے۔ " شاہ نعمت اللہ ولی بن سید عبداللہ کرمانی ماہانی معروف بہ نعمت اللہ ولی از اکابر عرفا و اعاظم مشائخ شیعہ، واصل طریقت، و پیشوائے اصل سلوک است۔ (تاریخ برگزیدگان و مشاہیر ایران و عرب ص۵۰۶ از امیر مسعود سپہرم) یعنی شاہ نعمت اللہ ولی جو سید عبداللہ کرمانی ماہانی کے فرزند تھے یہ صاحب طریقت اور سلسلہ تصوف کے پیشوا اور شیعوں کے بڑے بزرگوں اور مشائخ میں سے ہے۔

جناب ایم۔ اے حفیظ نے اپنی تالیف " شاہ نعمت اللہ ولی " کے نویں باب ص۲۲۵ میں شاہ صاحب کے مذہب کے بارے میں لکھا ہے کہ " شاہ صاحب کا مذہب جیسا کہ ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ تین اجزاء سے مرکب تھا تشیع وحدۃ الوجود۔ سلسلہ تکوین۔ آل رسول (صلعم) کی فضیلتیں ان کے دیوان میں جابجا بیان ہوتی ہیں۔ جناب امیر کی شان میں ان کے قصیدے موجود ہیں جن کے مضامین سے اکثر اہل سنت والجماعت اتفاق نہ کریں گے۔ ان کے اثنا عشری ہونے کے ثبوت میں ایک رباعی پیش کی جاسکتی ہے ؎

خواہی کہ زدوزخ برہانی دل و تن ! اثنا عشری شو و گزین مذہب من
دانی سہ محمد بود دو چہار علی با موسیٰ و جعفر و حسین و حسن

مندرجہ بالا حوالہ جات "احوال و آثار شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی" مطبوعہ ۱۹۷۵ء کراچی سے منقول ہیں۔ معلوم ہوا کہ شاہ صاحب وحدۃ الوجودی تھا اور سید محمد جونپوری بھی وحدۃ الوجودی تھا۔ اور ملا محمد اٹکی چونکہ بڑا ہی مکار، چالاک اور جہاندیدہ شخص تھا۔ اس نے ایران کا دورہ کرکے تمام حالات کا جائزہ لیا تھا، وہ جونپوری اور نعمت اللہی تصوف سے باخبر تھا، اس لئے ان باطنی سیّدوں سے جو ایرانی بلوچستان علاقہ سرباز وغیرہ میں آئے تھے۔ ملکر ایک جدید فرقہ کی بنیاد ڈالی جو آج بلوچستان میں "ذکری" کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ اور یہ بھی وحدۃ الوجودی ہے۔ اور عجیب و غریب مذہب ہے جس کے بارے میں آئندہ انشاء اللہ تحریر ہوگا۔

معزّز قارئین سے

کئی ماہ سے پرچہ کی اشاعت میں بوجوہ تاخیر ہو رہی ہے۔ تاہم ہماری سعی ہوتی ہے کہ درمیانی وقفہ ایک ماہ سے زیادہ نہ ہو مہینوں کے لحاظ سے قارئین کو کچھ بے ترتیبی محسوس ہو رہی ہے، اس سلسلے میں ہماری گذارش ہے کہ پرچہ کی ترتیب مہینوں سے نہیں بلکہ رسالہ پر لکھے ہوئے نمبر شمار سے لگایا کیجئے بعض دفعہ رسالہ پر مہینے کا نام دیکھ کر قارئین یہ خیال کرتے ہیں کہ پرچہ انہیں تاخیر سے بھیجا گیا ہے، حالانکہ پرچہ آتے ہی بیک وقت ایک ہی دن میں سپردِ ڈاک کیا جاتا ہے ـــــ بہت سے قارئین نہ خریداری نمبر لکھتے ہیں نہ منی آرڈر کوپن پہ کچھ وضاحت سے تحریر فرماتے ہیں۔ ایسے حضرات سے الحق اپنا تعلق برقرار رکھنے سے معذور ہوگا ـــــ ایڈیٹر الحق کی گرفتاری کی وجہ سے اس پرچہ میں نقشِ آغاز شامل نہیں ہو سکا۔ لہٰذا ادارہ معذرت خواہ ہے۔

کیا آپ کے ذمہ الحق کا چندہ باقی ہے؟

اگر ہے تو

جلد از جلد ادا فرما کر ایک دینی ادارہ کے استحکام اور ترقی میں معاون ہوں۔ آپ کا ایک ایک پیسہ الحق ہی پر خرچ ہو کر اور تبلیغ حق کا ذریعہ بن کر آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنتا ہے اپنے حلقہ میں اسکی ترویج اور اشاعت کیطرف توجہ فرمائیے اور ہمیں اپنے مفید مشوروں سے بھی آگاہ کرتے رہیں ـــــ (ادارۂ الحق)